

ہملا آئیں اسلامی نقطے نظر سے

کیا

عورت

سربراہِ علّمکت

بن سکتی

ہے

از مولانا احمد عبد الحليم حکان پوری

نئے آئیں نے عورت اور مرد کو بنیادی حقوق میں سادھی حیثیت دی ہے۔ جبکہ
شرعیت کئی باقی میں اس "سماوات" کی قائل ہیں۔ ان منوروں میں آئیں کی خامروں میں
سے ایک خاتمی کو عورت بھی گھبی مذاہب اور صلوات اور نادرت پر فائز ہو سکتی
ہے، پر روشی و ادائیگی ہے۔
(ادارہ)

قرآن مجید میں ہے کہ: الرجالت قواموت على النساء بما فضل الله بعنهن على بعض
و ببالهفتوا۔ مردوں کو عورتوں پر حافظہ مگر ان بنایا گیا ہے۔ (اگر کوئی کہے کہ کوئوں تو اسکا ایک ترکالہنہ برابر
ہے) کہ اللہ نے بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ (جس کا اس سے پورا اختیار ہے) (و دربارہ برابر
حقیق ہے کہ) اس سبب حکم مرد ان پر اپنا مال وغیرہ خرچ کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ مرد ہی
حدوت پر حافظہ و حاکم ہے۔ عورت کے مقابلوں میں اسی کی صلاحیت دی گئی ہے۔
اسی سے تھضرت علی اشد علیہ وسلم کا حکم ہے کہ: اخرون من حیثے اخر من اللہ۔ تم میں عورتوں
کی سیچیوں کو حکم جعل رکھا ہے۔ جناب پھر حضرت ادم بہت پڑھ پیدا ہوئے اور حضرت
ذوال کے بہت زمانہ کے بعد۔

ایک مرتبہ اپنے کو علوم تراویح جوں نے پیاس سربراہِ علّمکت ایک عورت کو بنایا ہے۔ تو زیماں کردہ
قوم کبھی فلاح نہیں پائے اُسی جو سربراہِ علّمکت عورت کو بنائے گی۔ جناب پھر انہوں نے عنقریب ہی اس کا انعام

وکیلیا کہ ان کی سلطنت بی جاتی رہی۔ خواہ عربت کتنی بی قابل ہے اور خواہ وہ پہلے سربراہ حملت سے کتنا بی قرب رکھتی ہے پناہ حضرت فاطمہ زینی اللہ عنہا آنحضرت معلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدائی قرب رکھنے پر بھی سربراہ حملت بخوبی بنائی گئی۔ اسی طریق حضرت والیشہ، معنی اللہ عنہا علم و فضل اور عقل و ادانت میں تمام اصحاب سے بالاتر تھیں۔ لگر وہ بھی اس سلسلے سربراہ حملت نہیں بنائی گئیں کہ وہ عربت تھیں۔ ان کے مقابلے میں حضرت صدیق رضوی العزیز کو سربراہ حملت (ضیف) بالاجماع بنایا گیا حالانکہ نام ابن عزیم کی تحقیق کے مطابق وہ صدیق رضوی سے بھی افضل تھیں۔ وہ اسکی دلیل ہیں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں تصریح ہے کہ ازادی مسلمات کو یہاں مل میں دو چند ثواب ہے۔ اور سب کو یہاں مل میں یہاں ہی ثواب ہے الگ اسی اور کو یہاں مل گنا ٹو اب ہے کہ افراد مسلمات کو یہاں مل گنا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں فضیلت صرف یہاں ہے اور یہی کی مقدار پر اس کا ثواب ہے۔ اس سلسلے عربت کا لگر تیریا سربراہ حملت بنانا حکام اسلام کی عمریخ مخالفت ہے۔ پھر عربت جب عالم کی بنائی جائے گی تو یہ سب مقاصد پیدا ہوں گے۔

۱۔ عربت کو علم کہے کہ وہ اپنا ناؤ سنگار سولائے شور برادر حارث کے کسی اور کے سامنے غاہر نہ کرے اور یہ مکونیت کی عالمت میں گوریٹ نہیں رہیں ہو سکتے۔

۲۔ اسے یہ بھی علم کہ وہ بغیر حرم سے بیرونی کا کی دکھے۔ فلا تختصن بالعقلاء۔ اس سے یہ فساد پیدا ہو گا کہ جس کے دل میں بیکاری کا مریض ہے وہ دن کی خواہش اُرے گا۔ فیفع النافی فی قلبہ من۔ حدیث میں ہے کہ جو ناحرم سے مصافر کرے گا اس کے مقابلے اسکے کوچھ بیکاری باشی خانہ پر آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) این خوش امن پذہ سے یہ کہ کو صافر سے الکھ فریاکہ، افے لا اصلاح النساء۔ میں عورت اس سے مصافر نہیں کرتا۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا۔ اکٹھیں بھی زنا کرنی میں اور دن زنا مہا منتظر۔ ان کا زنا ناموں کو دیکھتا ہے۔ پھر تو وہ دارخ دار خوش پذہ کیا کیا نہیں۔ لگر یہاں تو یہجی میں عورت کو اسلام کا نام اپنے مقدم کے لئے لیا جاتا ہے۔ عمل کے لئے نہیں لیا جاتا۔ پہنچنے یہاں تو یہجی میں عورت کو عبادت کو بھی وندیں ایک ناحرم عورت کو شاخی کر کے داغدار بنایا گیا اور اسے بھی سر اس سے سیر دیغزی۔ الاؤنس اور شاہراہی دعوویں کے بھرنا حدیث میں ہے کہ لا تخبر امراء الا سعاهن۔ ادکھا تلاسے بغیر حرم کی بھراہی کے ہرگز کوئی عربت بھ ذکر ہے جو اپنے اس طرح کے سچے سفر میں بیچ تو بیچ پڑھیں صرفت گناہ ہو گا اور مصافر میں نیکیں دینے وہیں کا کہر ہے برباد ہوا۔ اگر سات کھڈکی آبادی میں ایک مرد بھی سربراہ حملت کا اپنی دعا تو پھر ایسی ہے بہروں قوم کی بد قسمی پر ابتدائی افسوس ہے۔ یوں تو جب کھاتے کو کچھ بستے اور غافر سے ہمان جانے کا احتیمن ہو تو اگر وقت سے باجن پہنچنے کے لئے سربراہ کا گورنمنٹ بھی باخوار ہے۔ لگر یہاں تو یہ کا دقدبی مفزوں، احمد اس

کے مصادر امرات تھے۔ اس سے جب مردوں کا سرکاری خرچ پر جانا غسلِ خاتم عورت کا بیرون
یا شہر کے کام کا نہ ہے ویگ چادری کے نماذج میں کسی کی صحت بھی نہیں، دیکھو ملکتے تھے تو اتنی ہمارے
کے مجھ سے بات کرنا بھی ممکن نہ تھا۔

المؤمن صفت بلکہ ذمہ ہے کہ جسے جو منصب بھی دیا جائے وہ اس کا ہمراہ اہل بھی نہ چاہئے
آئمہ محدثین مسلم اور خلفاء تھے راشدین کوئی منصب یا عہدہ اس کے ہمراہ ہی کے پرد فرما تھے۔
پھر عورت اس سے بھی کسی عہدہ کی شرعاً اہل نہیں کہ امیر کے ذمہ میں نماز پہنچانہ و جزاہ کی امامت بھی ہے۔
جو عورت کیلئے ہمارے نہیں۔

دیکھو صفت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مل کا دہرا ثواب پانے اور ام المؤمنین کے زینۃ بلید پر
سرداز ہونے کے باوجود وہ منفی و معلم تو نہیں مگر خلیفہ نہیں۔ صرفت صدیقہ بھی کہیں ان کے زینۃ بلید کے
لحاظ سے ام المؤمنین اور کبھی اپنی الحنت بلکہ کوئی تباہانے محبت پروری عائشہ کہہ کر خطاب فرماتے تھے۔
پونکہ ہم تھے بھائی کے ترکستان کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ اس سے صفتِ الہی کے مطالبی ہم کبھی
فلک نہیں پاسکتے یونکہ۔

خلاف پیغمبر کے رو گئی یہ کہ ہر گروہ بزرگ خواہ درسید
یا ان ایک فامیں مصنفوں نگارنے یہ سوال پیدا کیا ہے کہ اگر ہمارے معاشرے اور سقوطِ بنگال
ہمارے اعمالی پر کیا پاداش ہے تو پھر مددوں کی فتح دکامرانی کوں سے اعمال صاحب کا حصہ ہے۔ یہ
سوال نظر کی قلت اور اسلامی علوم سے ناداقی سے پیدا ہوتا ہے۔ میں اسی کے بواب میں صرف یہ کہ
مثال پیش کرتا ہوں جس کے بعد الشاد اللہ کسی عامی کو بھی ترود نہ رہے گا۔ دیکھو اگر حکومت کا
هزام فوجی سپاہی میدانِ جنگ میں جانے سے انکار کرے تو اس کا کوئی داشت مارشل ہو گا اور کوئی ماددی
جانے گی۔ لیکن اگر رعایا میں سے کوئی شرکیہ جنگ نہ پوتا وہ جرم ہے۔ جبکہ ہم نے اسلام قبول کر لایا
تو ہم اسکی نازارانی سے باعی و مجرم اور دنیا و آخرت میں سختی مرتبا ہوں گے یہ مصنفوں قرآن کی مستعاریات
میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر جب ہم اسے پڑھتے ہی نہیں تو عمل کیا کریں گے۔ جس طرح کوئی جرم قانون سے بحق
ناداقی کا عذر کر کے مرواء سے ہٹیں نکا سکتا۔ اسی طرح شریعت سے بھارت کا مذکور کے کوئی عذاب سے
نہیں نکا سکتا۔ بلکہ یہ دہرا کہنا ہے۔ ایک بھائیت اور دوسرے نازارانی۔ واللہ المستعان۔

